حکمت و دانائی کا راستہ

ڈاکٹر عائشہ یوسف

وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (البقرہ ۲:۲۶۹)اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔

عربی زبان میں لفظ حکمت کا مادہ، تین حروف 'ح، ک اور م' ہیں۔اس مادے سے مختلف الفاظ پیدا ہوتے ہیں۔ایک تو یہی لفظ حکمت ہے، جسے عام فہم زبان میں دانائی اور فراست کہا جاتا ہے اور جس کے حامل کو حکیم (جمع حکما) کہتے ہیں۔ دوسرا لفظ حُکم ہے، جس کے معنی فیصلہ کرنا (اور حکم دینا) ہیں، اور فیصلہ کرنے والے کو حَکَم کہتے ہیں۔اس فیصلے میں بھی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس مادے سے تیسرا لفظ حکومت ہے، جس کا حامل حاکم (جمع حکام) ہوتا ہے۔اس حاکم کے لیے بھی دانائی اور فیصلہ کرنا ناگزیر ہیں۔

حکمت: لغوی و اصطلاحی معنی

- حکمت سے مراد صحیح بصیرت اور صحیح قوت فیصلہ ہے۔(تفہیم القرآن)
- کسی عمل یا قول کو اس کے تمام اوصاف کے ساتھ مکمل کرنا۔(تفسیر بحر محیط)
- بہترین چیز کو بہترین علم کے ذریعے سے جاننا۔(لسان العرب)
- حکمت علم ہے، حکیم عالم اور کاموں کو خوبیوں سے کرنے والا ہے۔(صحاح اللغة)
- علم اور عقل کے ذریعے صحیح بات تک پہنچنا۔(مفردات القرآن)
- ہر وہ بات جو تجھے سمجھائے یا تنبیہ کرے، یا کسی اچھی خصلت کی طرف بلائے، یا کسی بُری چیز سے روکے، وہ حکمت اور حکم ہے۔(جمهرة اللغة)

اس کے علاوہ لغات میں یہ الفاظ بھی دیے گئے ہیں: علم، فلسفہ اور کلام، استدلال، بردباری اور حوصلہ، عدل وانصاف، علاج۔

علم اور حکمت میں ایک بنیادی فرق ہے۔ علم جاننا ہے، اور حکمت علم سے آگے کا مرحلہ ہے۔ علم کا استعمال صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی، لیکن حکمت علم کو صحیح استعمال کرنے کا نام ہے۔

حکمت کے اجزا

حکمت کے لغوی اور اصطلاحی معنی دیکھتے ہوئے اور اس لفظ کے متعلّق تفصیلات کو مدِنظر رکھتے ہوئے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ حکمت ایک جامع صفت ہے، جو کئی صفات کا مجموعہ ہے۔ ان صفات کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

۱- **صحیح سمجھ اور فہم:** معاملہ فہمی، مردم شناسی، واقعات کو سمجھنا، صورتِ حال کو سمجھنا، مسلّمہ امور/اصول میں پوشیدہ حکمت کو سمجھنا۔

۲- **درست فہم کے لوازمات:** کثرتِ علم، مشاہدہ، نتیجہ اخذ کرنا۔ مشاہدات اور تجربات سے استنباط۔ قوتِ حافظہ، غور وفکر، تدبر، تفقہ، تحمل، برداشت اور بردباری۔ اپنے جذبات پر قابو، وسعتِ قلب ونظر اور اپنے علم کا اطلاق کرنا۔

۳- **صحیح فہم کے اجزا:** باریک بینی (معاملے کی گہرائی پر نظر)، بصیرت (معاملے کے پوشیدہ پہلوؤں تک پہنچ جانا)، اندرونِ معاملہ یا تمام مثبت ومنفی پہلوؤں پر نظر، بیرونِ معاملہ یا تمام متعلقہ دائروں پر نظر، معاملے کو جامع تناظر میں دیکھنا، مختلف رخ سے یا کسی دوسرے کی نظر سے یا معروضی نظر سے دیکھنا، دُور بینی (کوئی معاملہ آگے جاکر کہاں منتج ہوسکتا ہے؟)، پیش بینی، آگے کیا ہونے والا ہے؟ (انسان کے پاس علمِ غیب نہیں، لیکن کڑیاں جوڑ کر اندازہ لگانے کی صلاحیت ہے)۔

۴- **راے قائم کرنے کی صلاحیت:** صاحب الراے ہونا (گومگو کی حالت میں نہ رہنا)، راے مضبوط ہونا (بے جا اصرار نہ ہو لیکن راے پر دلائل کے ساتھ قائم ہو)، صائب الراے ہونا یا اصابتِ راے کی صفت ہونا، مختلف پہلوؤں میں توازن ملحوظ رکھ کر (حکمت کا لغوی مطلب عدل بھی ہے)، ہر چیز کو اس کا صحیح مقام دے کر، ہر چیز کی صحیح قدر کا تعیّن کرکے، نتائج اور اسباب اور مقاصد کے ادراک کے ساتھ، دلیل سے راے پر پہنچنا یا قوتِ استدلال ہونا (حکمت کے

لغوی معنی فلسفہ اور استدلال بھی ہیں)۔اس رائے کو بنانے میں: حالات کے مطابق ڈھلنا آتا ہو (اصول بھی برقرار رہیں)، جذبات پر قابو ہو اور ردِعمل جذباتی نہ ہو (جذبات کا لحاظ بھی رہے)، حزمْ و احتیاط ہو (پیش قدمی بھی ہو)۔صحیح کو صحیح سمجھنا اور غلط کو غلط سمجھنا، دو صحیح آرا میں سے صحیح تر کو ترجیح دینا، صحیح اور غلط اگر خلط ملط ہوں تو چھانٹ کر صحیح رائے بنانا اور امتیازی حد کو پہچان جانا خواہ وہ نظریے میں ہو یا کلام میں یا عمل میں۔

۵- **قوتِ فیصلہ**: حدیث کے مطابق قابلِ رشک ہے وہ شخص جسے حکمت دی گئی اور وہ اس سے فیصلے کرتا اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔قوتِ فیصلہ کے ضمن میں درج ذیل اُمور اہم ہیں:

(ا) کیا کام صحیح ہے؟ اس نتیجے پر پہنچنا، کئی کاموں میں سے ترجیح کس کو دینا ہے؟ جگہ، وقت، انسانوں، مضمرات کے لحاظ سے، اہم اور کم اہم اور غیراہم کام کون سے ہیں؟ اہم میں سے فوری کام کون سے ہیں؟، کام کا احسن طریقہ کیا ہے؟ منصوبہ بنانا۔ وسائل و استعداد اور مسائل کو ذہن میں رکھتے ہوئے، مقصود کی طرف پیش قدمی اور غیر مطلوب ولایعنی کو الگ کرنا۔سارے کاموں کا آپس میں اعتدال و توازن رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا کہ کسی صحیح کام کے لیے صحیح وقت کون سا ہے؟

(ب) اس وقت کے لیے کون سا کام صحیح ہے؟ کسی بھی درپیش صورتِ حال میں، مسائل کا حل نکال لینا اور راستہ بنا لینا (حکمت کا لغوی مطلب 'حوصلہ' بھی ہے)۔ اصول بدلے بغیر حالات کے لحاظ سے تدبیر کر لینا، لکیر کا فقیر نہ ہونا۔کئی تدابیر اور کئی راستوں پر نظر ہونا، کئی راستوں میں سے مناسب ترین راستہ یا حل چننا۔

(ج) موقع شناسی، کوئی کام بے موقع نہ کرنا، اور موقع ہو تو اسے ضائع نہ کرنا۔

(د) منفی عوامل کا رخ ممکنہ حد تک اپنے حق میں کرنا، مشکلات کو آگے بڑھنے کا ذریعہ بنانا۔

(ہ) فیصلے کا مضبوط ہونا، تلون مزاجی نہ ہونا (ایک دفعہ سوچ کر سو دفعہ فیصلے نہ کرنا بلکہ سو دفعہ سوچ کر ایک دفعہ فیصلہ کرنا)۔

(و) کس انسان سے کس طرح معاملہ کرنا ہے؟ کس وقت کون سی بات، کس طرح کرنا ہے؟ ہمیشہ صحیح اور نافع بات کرنا۔ مختصر گفتگو میں سارے نکات کو سمیٹنا۔

حکمت کے ذرائع

حکمت کن ہستیوں میں پائی جاتی ہے؟ اس کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے:

اس کائنات کی وہ ہستی جو ہر تعریف اور کمال کی مرجع ومنبع ہے، اس میں حکمت بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اس کی یہ صفت 'حکیم' قرآن میں ۹۴ جگہ آئی ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا 'حکمت کی ذیلی صفات یا اجزا' اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہی کامل درجے میں موجود ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن کا اطلاق صرف انسان پر ہوتا ہے۔ علم اور حکمت میں یہ فرق ہے کہ علم حاصل کیا جاتا ہے، جب کہ حکمت خداداد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمہ پہلو حکمت عطا کی گئی (النساء ۴:۱۱۳، بنی اسرائیل ۱۷:۳۹)۔ تمام انبیاے کرامؑ حکمت سے متصف تھے۔ (اٰل عمرٰن ۳:۸۱)۔ جن نبیوں کے ساتھ خصوصاً حکمت کا ذکر ہے، وہ درج ذیل ہیں (ابراہیم ۱۴:۳۶-۴۱، حضرت داوٗدؑ: (البقرہ ۲:۲۵۱)۔ حضرت عیسٰیؑ (اٰل عمرٰن ۳:۴۸، المائدہ ۵:۱۱۰، زخرف ۴۳:۶۳)

اس کے علاوہ مختلف انبیا کو 'حکم' عطا ہونے کا ذکر ہوا ہے، جس سے مراد مفسرین نے حکمت ہی لی ہے۔ لقمان کی حکمت ضرب المثل ہے، جس کا قرآن میں بھی ذکر ہے (لقمٰن، ۳۱:۱۲-۱۹)۔ صحابہ کرامؓ میں سے بھی بہت سے، حکمت میں ممتاز ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے منکرینِ زکوٰۃ کے متعلق دین کے منشا کو باقی صحابہ سے بہتر سمجھ لیا تھا۔ حضرت عمرؓ بہت سے معاملات میں وحی کے نزول سے پہلے دین کا منشا سمجھ جاتے تھے۔ مثلاً شراب کی حرمت، پردے کا حکم، اذان کا طریقہ، قیدیوں کی سزا اور منافقوں کی نمازِ جنازہ کے متعلق احکامات۔

حکمت ودانائی کی باتوں کو بھی حکمت کا ہی نام دیا جاتا ہے۔

اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب قرآنِ کریم حکمت سے بھرپور ہے، جس کی یہ صفت بیان ہوئی ہے:

اَلْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ (یٰسٓ ۳۶:۲)، الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ (یونس ۱۰:۱، لقمان ۱۳:۱)، الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ (اٰل عمرٰن ۳:۵۸)۔

اس کتاب کی ترتیب، اس کی زبان کی فصاحت اور اس کے مضامین، سب میں حکمت موجود ہے۔

اسی طرح قرآن میں چار جگہ رسولؐ کے چار فرائضِ منصبی بتائے گئے ہیں (البقرہ ۲:۱۲۹، ۱۵۱، اٰل عمرٰن ۳:۱۶۴، جمعہ ۶۲:۲)۔ یہ چار فرائضِ منصبی ہیں: تلاوتِ آیات، تزکیہ، تعلیمِ کتاب،

تعلیمِ حکمت۔ علما نے حکمت کی تعلیم کے الگ ذکر سے مراد 'حدیث' کی تعلیم کو لیا ہے، اور حکمت کو حدیث یا سنت کا ہم معنی قرار دیا ہے۔ پھر دین کی ساری تعلیمات حکمت ہیں۔(بنی اسرائیل ۱۷:۳۸)، زبور حکمت ہے (بقرہ، صٓ)، انجیل حکمت ہے۔(زخرف)

سورۂ قمر میں عبرت کے واقعات کے بعد 'حکمۃ بالغۃ' کہا گیا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ان واقعات میں سبق پوشیدہ ہے اور یہ صحیح اور صاف بات حکمت ہے۔ اور بالغہ کا یہ مطلب بھی ہے کہ ایسی بات جو دل تک پہنچنے والی ہو۔

واضح تعلیمات اور علم کے بعد حکمت ہر انسان کے فہم کا نام ہے، جو علما و مفسرین کے مختلف الفاظ میں یہ ہے: تفقہ فی الدین، دین کی معرفت رسمجھ بوجھ، حق و باطل رخیر و شر میں تمیز و فیصلہ، قرآن کا فہم، رسولؐ کے دیے گئے احکام رسنتِ نبویؐ کا علم، معرفت، قولِ صادق، فہمِ علم، اصابتِ رائے، قوتِ فیصلہ، اس علم پر عمل اور عملِ صالح۔ ان سب کی مراد ایک ہی ہے، یعنی دین کا فہم اور عمل۔

اللہ تعالیٰ اور بندوں کی حکمت میں فرق

لفظ 'حکمت' جب حق تعالیٰ کے لیے استعمال کیا جائے تو معنی تمام اشیا کی پوری معرفت اور مستحکم ایجاد کے ہوتے ہیں، اور جب غیراللہ کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے تو موجودات کی صحیح معرفت اور اس کے مطابق عمل مراد ہوتا ہے۔(مفردات القرآن)

انسانوں کی حکمت میں سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ انسان یہ سمجھ جائے کہ اس کی یہ زندگی جو اسے ظاہری آنکھوں سے نظر آرہی ہے، اس کی اصل زندگی کا محض ایک جزو ہے۔ سب سے بڑی ہوشیاری اور عقل مندی یہ ہے کہ وہ کل کے لیے ذخیرہ کرلے، مختصر زندگی سے طویل زندگی کی خوش حالی کا بندوبست کرلے۔ اِس زندگی کے لیے لامتناہی زندگی کو خراب کرلینے سے بڑھ کر کوئی بے وقوفی نہیں۔ دنیا اور آخرت کی حقیقت پہچاننے سے بڑی کوئی حکمت نہیں۔ اس لیے ہر خیر پر عمل اور ہر برائی سے بچنا حکمت ہے۔

ایمان باللہ اور حکمت کا براہِ راست تعلّق ہے جو درج ذیل نکات سے معلوم ہوتا ہے:

۱- بعض علما نے کہا ہے کہ معرفت باللہ ہی حکمت ہے۔ یہ حکمت ہی ہے کہ اس کائنات کا مشاہدہ کرکے، غور و فکر کرکے، یہ استنباط کیا جائے کہ یہ نظام خود بخود نہیں چل سکتا اور نہ بہت سے خدا

اسے چلا سکتے ہیں۔اور اس طرح غیب کے پردے کے پار، حقائق تک پہنچا جائے۔

۲-راس الحکمة مخافة اللّٰہ (ابوداؤد) اللہ کا خوف، حکمت کی چوٹی ہے۔

۳-اللہ کے شکر کی اساس بھی حکمت ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: ”ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے“۔(لقمٰن ۱۲:۳۱)

دوسرے الفاظ میں ایمان باللہ اور ایمان بالآخرة، یا اسلام کے دائرے میں داخل ہونا سب سے بڑی حکمت ہے۔ پھر یہی حکمت قدم قدم پر حق اور باطل کو الگ الگ کر کے دکھاتی ہے۔ یہ حکمت دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں کھول کے دکھا دیتی ہے ، اور پھر اس کے علاج کے طریقے بھی واضح کرتی ہے۔اور یہی حکمت زبان پر اور عمل میں جاری ہو جاتی ہے۔

اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے بعد بھی حکمت کا بہت بڑا کردار ہے۔

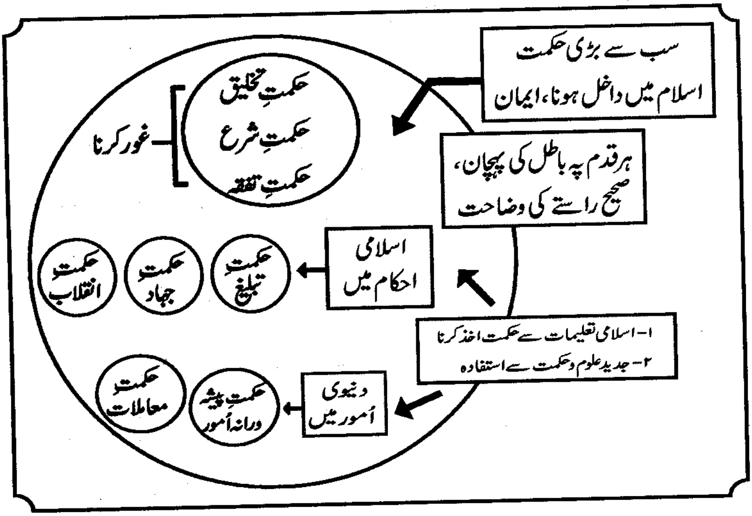

اسلام میں حکمت کا کردار

- آیاتِ انفس و آفاق: ۱-آیات انفس وآفاق میں پوشیدہ حکمت دریافت کر کے اللہ وآخرت پر ایمان کو پختہ کرنا۔
- احکامِ شریعت: احکامِ شرع کی حکمت ومصلحت دریافت کر کے ایمان پختہ کرنا اور

نئے مسائل میں اجتہاد کے لیے بھی مدد لینا۔

● **عمل میں احتیاط:** عمل اس طرح کرنا کہ اس کا اجر زیادہ سے زیادہ ملے، اور احتیاط کرنا کہ عمل کا اجر ضائع نہ ہو۔ مقولہ ہے: ''اس عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں کوئی تفقہ نہیں، اور نہ اس علم میں کوئی بھلائی ہے جس میں سمجھ بوجھ نہیں، اور نہ تدبر کے بغیر قرآن کی قراءت میں کوئی بھلائی ہے''۔

● **احکام میں درجہ بندی:** اسلامی احکام کی درجہ بندی کا علم ہو اور عمل میں یہ حکمت ظاہر ہو۔ مثلاً اصول کون سے ہیں اور جزئیات کون سے؟ حرام کیا ہے اور مباح کی حد کہاں تک ہے؟ فرض کیا ہے اور نفل کیا ہے؟ ان میں جزئیات، مباح اور نفل میں نرمی کو برقرار رکھنا بھی حکمت ہے۔

● **حکمتِ معاملات:** حقوق العباد میں توازن، مشکل مزاج انسان سے معاملات میں اخلاقیات کی پاس داری، اور مراتب وصورتِ حال کے لحاظ سے نرمی وسختی کے لیے، سیرت النبیؐ سے اس حکمت کے متعدد نمونے مل سکتے ہیں، مثلاً ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان معاملات، حجرِ اسود کے تنازعے میں سردارانِ قریش سے معاملہ، یہود اور منافقین کے ساتھ ایک ریاست میں رہنا، اُجڈ بدوؤں اور دیگر مذاہب کے وفود سے معاملات، مالِ غنیمت کی تقسیم پر شاکی مسلمانوں سے معاملات۔

● **حکمتِ تبلیغ:** تبلیغ کے لیے حکمت کا قرآن میں خصوصاً ذکر ہے (النحل ۱۶:۱۲۵)۔ اس موضوع پر بہت سی کتب دستیاب ہیں۔ انسانی نفسیات کی عمومی سمجھ، مختلف گروہوں اور افراد کے مزاج کی سمجھ، ان کو قائل کرنے اور ان سے کام لینے کے لیے مختلف تدابیر نکالنا۔

۷- **حکمتِ انقلاب:** رسولؐ اللہ کا مشن اپنانے والی اسلامی تحریکوں کو اپنے مقصد کی طرف پیش قدمی کے لیے حکمتِ تحریک اپنانا چاہیے، مثلاً کس مرحلے پر، کس محاذ پر کس کام کی ضرورت ہے؟ ہر معاملے میں متوازن حکمتِ عملی کیا ہو؟ مکمل کام کیا ہے اور کس میدان میں کیا ترجیحات ہیں؟ حالات، جگہ اور وقت کے لحاظ سے ان میں کسی تبدیلی کا امکان یا جواز ہے؟ بنیادی نظریے کے مطابق کون سے اصول ہیں جو ناقابلِ تغیّر ہیں؟ دین کا مکمل نظام اور اس میں احکام کی حکمت کیا ہے اور اس لحاظ سے کیا تدریج ہو سکتی ہے؟ مختلف مواقع پر دین کو کس طرح پیش کرنا چاہیے؟ انقلاب کی جدوجہد میں کسی بھی کام یا پیش قدمی کے لیے کون سا موقع مناسب ہے؟ اور

کوئی موقع موجود ہو تو اس کی پہچان میں غفلت یا غلطی کیے بغیر زیادہ سے زیادہ فائدہ کیسے اٹھایا جائے؟

اپنی قوتِ کار اور وسائل کی صحیح صورتِ حال اور ان میں اضافے کی تدابیر کیا ہیں؟ کسی خاص کام کے لیے کون سے وسائل اور طریقِ کار مناسب ہے؟ کس کام کے لیے کتنی قوتِ کار اور کتنے فی صد وسائل کا ارتکاز چاہیے؟ ضرورت پڑنے پر کم سے کم وقت میں وسائل اور قوت کیسے مہیا کی جائے؟

کسی مزاحمت کا پسِ منظر کیا ہے اور کس مزاحمت کا کس جگہ، کس وقت، کس طرح سامنا کرنا ہے؟ کس مزاحمت سے کنارہ کشی کرتے ہوئے، اپنا راستہ نکالنا ہے؟

متوازن اور مؤثر نظامِ جماعت کیسے ترتیب دیا جائے؟ اجتماعی وقت اور وسائل کو ضیاع سے بچاتے ہوئے، تمام افراد کی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کیسے کیا جائے؟

سیّد مودودیؒ کے مطابق: دنیا میں جو نظام غالب ہیں، ان کے چلانے والے اپنے دائرے میں بہترین عقلی و علمی طاقتیں رکھتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اسلامی نظام لانے اور پھر برقرار رکھنے کے لیے گہری بصیرت، تدبر، دانش مندی، معاملہ فہمی، موقع شناسی، باتدبیر ہونا، مسائل سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت کو انھوں نے حکمت کا جامع نام دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کا اطلاق دانائی و زیرکی کے مختلف مظاہر پر ہوتا ہے۔

● **حکمتِ تفقّہ**: جدید مسائل کے لیے حکم یا اسلامی مزاج سے قریب ترین عمل کے لیے حکمتِ تفقہ ہونا چاہیے۔ اسلام کے مجموعی مقاصد کی سمجھ، مصلحتوں کی ترتیب، مفاسد کی ترتیب، ترجیح کے اصول، احکام کے اسرار، اضطرار کے لیے احکام، تدریج، نتائج کا لحاظ، عمل کی روح اور ظاہر دونوں کا لحاظ- فقہ کے اصول اور قواعد ایک مدّون علم ہے جو بہت سے لوگوں کی حکمت کا نچوڑ ہے۔

حکمت، دنیوی اُمور میں

مختلف دنیوی معاملات میں حکمت کا ظہور ہوتا ہے، یا اس کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً:
○ گھریلو امور ○ ملازمت و پیشہ ورانہ امور ○ کسی تنظیم کو چلانے ○ کسی مقصد کو آگے بڑھانے ○ حکومتی معاملات چلانے ○ انسانوں کو آگے بڑھانے کے لیے ــــ بچوں یا بڑوں کو،، نظریاتی، عملی، مہاراتی اور پیشہ ورانہ تربیت ○ کسی علم یا فن کی گہرائیوں کو سمجھنے کے لیے۔

انھی چھوٹے دائروں کے اندر حکمتِ عملی اور کچھ طریقے ایسے بھی ہوتے ہیں جو قرآن و سنت

سے ماخوذ نہیں ہوتے، بلکہ انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل اور تجربے سے انھیں اخذ کیا ہوتا ہے۔ انھیں اپنانے میں مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟ اگر یہ حکمت اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں، تو اسے اپنانے میں مومن کو نہیں ہچکچانا چاہیے، کیونکہ ''حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے، جہاں اس کو پائے، وہ اس کا زیادہ حق دار ہے'' (ابن ماجہ، ترمذی)۔ وہ حکمت اسلام کا ہی حصّہ ہے۔

ان امور میں ایک اور، بڑا نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ سب سے بڑی حکمت اللہ پر ایمان اور آخرت کی تیاری ہے۔ اگر مندرجہ بالا دائرے اس بڑے دائرے کے اندر ہوں تو ان میں حکمت، اسی بڑی حکمت کا حصّہ ہوگی، اور اگر ان کا مطمحِ نظر صرف یہ دنیا ہو، تو ان میں حکمت محدود ہو جائے گی۔ اسی طرح جیسے کہ ایک مومن اور غیر مومن کی حکمت میں فرق ہوتا ہے۔

یہ سوال کہ اللہ اور آخرت کو نہ ماننے والوں میں حکمت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دینی اصطلاح میں تو حکمت نہیں ہوتی لیکن دنیوی معاملات کی سمجھ ہو سکتی ہے، اور یہ سمجھ بھی محدود ہوتی ہے۔ اسے ہم محدود حکمت یا حکمت کا جزو کہہ سکتے ہیں۔

مومنانہ فراست و حکمت

۱- اسلام وہ دین ہے جس میں زندگی کے دائرے الگ الگ نہیں، بلکہ ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور سب کاموں کی آخری نیت ایک ہی ہوتی ہے۔ اس لیے کسی ایک معاملے یا دائرے میں مومن کی حکمت، اس معاملے کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔

۲- مومن کی حکمت یک رُخی نہیں بلکہ زندگی کے ہر دائرے میں ہوتی ہے اور مقصدِ حقیقی کو مضبوط کرتی ہے۔ اس طرح مختلف دائروں میں حکمت مختلف اور متصادم نہیں ہوتی۔

۳- چونکہ حکمت کی چوٹی، اللہ کا خوف ہے (ابوداؤد)، اور اللہ کا خوف، باقی ہر قسم کے خوف سے آزاد کر دیتا ہے، اس لیے مومن دنیوی خوف اور ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہوکر رائے بنا سکتا ہے، عمل کر سکتا ہے۔ اس طرح اس کا ذہن کھلا رہتا ہے جو حکمت کی نشانی ہے۔ صحیح اور غلط کو الگ کرنے کی صلاحیت، حکمت کا ایک پہلو ہے۔

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال ۸:۲۹) اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے تو اللہ تمھارے لیے کسوٹی بہم پہنچا دے گا۔

۴- اسلام کل کے لیے تیاری اور اس تیاری کے لیے موجودہ حالت کو غنیمت جاننے کی سوچ اور فکر دیتا ہے۔ اس لیے مومن میں پیش بینی کی حکمت پائی جاتی ہے۔

۵- مومن کے سامنے عمل کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اگلی سے اگلی منزل اس کے سامنے ہوتی ہے۔ یہ وسعتِ نظری بھی اس کی حکمت کو بڑھاتی ہے۔

۶- مومن جغرافیائی، نسلی حد بندیوں کو قبول کرتے ہوئے بھی ان سے بہت اوپر اٹھ کر سوچتا ہے۔ یہ بھی اس کی وسعتِ نظری کا سبب ہے۔

۷- قرآن میں جگہ جگہ غور و فکر، تدبر، تفقہ کی ترغیب ملتی ہے۔ اس غور و فکر کی اگلی منزل حکمت ہی ہوتی ہے۔

۸- قرآن آیاتِ انفس و آفاق کے مشاہدے کی دعوت دیتا ہے۔ اس سے مومن کی قوتِ مشاہدہ اور اس سے استنباط کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے، جو حکمت کی طرف لے جانے والی قوت ہے۔

۹- اسلام ہی مومن کو یہ علم دیتا ہے کہ کچھ اصول غیر متزلزل ہوتے ہیں اور پھر ان کے بعد حلال، مباحات یا لچک کا کھلا میدان ہے۔ اس لچک کو ختم کرنے کا اختیار بھی انسان کے پاس نہیں۔ حدود کے اندر رہتے ہوئے، مختلف راستوں کو استعمال کرنے میں مومن کا جمود اور سختی ختم ہو جاتی ہے۔ نئے راستے کو اختیار کرنے کا نام بھی حکمت ہے۔

۱۰- اسلام ضبطِ نفس سکھاتا ہے ___ صبر و تحمل کے فضائل بتا کر، عبادات کے نظام میں کس کر اور ہر قدم پر قربانی کا راستہ دکھا کر۔ ضبطِ نفس کی وجہ سے مومن کی معروضی سوچ اور حکمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۱- اس کے پاس انسانی سطح سے اُٹھ کر وحی کی رہنمائی موجود ہے۔ اس کی حکمت کتابِ الٰہی اور حکمتِ انبیا سے روشنی پاتی ہے۔ قرآن و حدیث ہر مرحلے پر اس کے لیے نئے دریچے وَا کرتے ہیں۔

۱۲- مومن حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے جو خود اس کی حکمت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

۱۳- سب سے بڑھ کر یہ کہ مومن کے ساتھ اللہ ہے جو ہر مرحلے پر خود مومن کا ہاتھ اور آنکھ بن کر اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے حکمت کی راہ سجھاتا ہے۔

حکمت کا حصول

حکمت عطائے ربانی ہے اور اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ ● قرآنی آیات میں ہی حکمت

کے نزول کا ذکر ہے۔ ● یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ وَ مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ (البقرہ ۲:۲۶۹)، ''وہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے، اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی''۔لیکن انسان اپنے آپ کو حکمت کا حق دار بنا سکتا ہے۔ خاص کوشش کر کے اور اللہ سے حکمت کی طلب و دعا کر کے اللہ کی عطا کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

● **اللّٰہ کی معرفت اور خوف**: غیر مومن کی حکمت جزوی ہونے اور مومن کی حکمت زیادہ ہونے کے کچھ اسباب ہیں۔ اس لیے ایمان میں اضافہ اور اللہ کی معرفت اور خوف، حکمت میں اضافے کا بھی سبب ہوتا ہے۔

● **آخرت کی یاد**: سب سے بڑی حکمت ہونے کے حوالے سے، اصل منزل (آخرت) نگاہوں کے سامنے رہے، تو انسان کی بصیرت اور قوتِ فیصلہ کے لیے بہت اہم ہے۔

● **ترکِ گناہ**: امام شافعیؒ فرماتے ہیں: میں نے وکیع سے بُرے حافظے کی شکایت کی تو انھوں نے مجھے ترکِ گناہ کی تاکید کی اور مجھے بتایا کہ علم اللہ کا نور ہے اور نور گناہ گار کو نہیں دیا جاتا، یعنی ترکِ گناہ، حکمت کے ایک جز، یعنی حافظے کے لیے ایک نسخہ ہے۔

● **زہد اختیار کرنا**: فرمایا: ''جو بندہ بھی زُہد اختیار کرے، تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے دل میں حکمت اُگائے گا، اور اس کی زبان پر حکمت جاری کرے گا، اور دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور اس کا علاج اس کو دکھا دے گا، اور دنیا سے اسے سلامتی کے ساتھ نکال کر جنت میں پہنچا دے گا''۔(بیہقی)

''جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم سُخنی عطا ہوئی ہے، تو اس کی صحبت میں رہا کرو، کیونکہ ایسے بندے پر حکمت کا القا ہوتا ہے''۔(بیہقی)

خاموشی کے وقفوں کو، یکسوئی اور ارتکاز کے ساتھ، غور و فکر کے لیے استعمال کریں۔

● **علم میں اضافے کی کوشش**: کثرتِ علم کا ہر ذریعہ استعمال کیا جائے۔ حکمت کے جو اجزا جہاں سے ملیں، علم ہو یا تجربات کی شکل میں، اسے لے لیا جائے۔ مشاہدے اور مطالعے کے لیے مسلسل محنت کی جائے۔

● **علم اور عمل**: علم کو عمل میں ڈھالنے سے بھی علم کی معنویت کھلتی جاتی ہے اور حکمت

میں اضافہ ہوتا ہے۔ بصورتِ دیگر علم بھی رخصت (زنگ آلود) ہوتا جاتا ہے۔

- **صبر و تحمل**: صبر و تحمل اور بردباری کو شعوری طور پر اپنانا بھی حکمت کا ذریعہ ہے۔
- **حکمت کا استعمال**: حکمت کے استعمال سے بھی حکمت بڑھتی ہے۔ حکمت کے استعمال کا طریقہ صحیحین کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے: ایک وہ جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہِ حق میں خرچ کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دی جس سے وہ فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے''۔ (بخاری)
- **دُعا**: حکمت کے حصول، علم نافع اور چیزوں کے حقائق دکھانے کے لیے کیجیے ۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

○ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَ یَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ (طٰہٰ ۲۰:۲۵)، پروردگار! میرا سینہ کھول دے، اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سُلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

○ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ، وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ ، اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق عنایت فرما، اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرما۔

○ رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (الشعراء ۲۶:۸۳) اے میرے رب، مجھے حکم عطا کر اور مجھ کو صالحوں کے ساتھ ملا۔

- **اہلِ حکمت کی صحبت**: اہلِ حکمت سے اپنے لیے دعا کروائیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ 'اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ' اے اللہ، اسے حکمت سکھا دے'' (بخاری)۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بعد میں الحبر (بہت بڑا عالم)، البحر (علم کا سمندر)، ترجمان القرآن اور امام المفسرین کہلائے۔

وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (البقرہ ۲:۲۶۹) اور جس کو حکمت دی گئی، اسے خیرکثیر دی گئی۔